ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

مطالعہ ادیان کے متنوع مناہج: فلسفیانہ منہج کا اختصاصی مطالعہ

مقالہ نگار؛شعیب صدیق،عمر یوسف،حافظ محمد راشد
ایم فل سکالر؛ادارہ علوم اسلامیہ،پنجاب یونیورسٹی لاہور

Abstract

Religion has been a topic of conversation since day one. Sometimes the man who was afraid of the phenomena of nature called these phenomena God, sometimes he reached the imaginary world and gave the status of God by calling strange idols as the source of various powers. Time passed and many secrets were revealed. Sciences and arts were written down and facts were re-evaluated. Sociology, psychology, science, philosophy and other subjects of ilm-ul-kalaam made other things the subject, then religion was also discussed. Change is God's law and God's way. Under this law, many periods also passed on philosophy and in the changing ideas of each period, opinions about religion also kept changing. What stages did philosophy go through. What ideas about religion were established. What is the reality of these ideas. What is Islam's view on these ideas. All these points have been tried to be clarified in our article.

Key word; Philosophical, approach, study of religion, various methodology

مذہب کے بارے میں ایک فلسفیانہ نقطہ نظر سے مراد ایک عقلی اور تنقیدی نقطہ نظر سے مذہبی عقائد، طریقوں اور تصورات کی جانچ اور تجزیہ کرنے کا ایک طریقہ ہے۔اس میں مذہبی دعووں کی نوعیت اور ہمارے آس پاس کی دنیا کے ساتھ ان کے تعلقات کو دریافت کرنے کے لیے فلسفیانہ طریقوں، جیسے منطق،استدلال اور تجزیہ کا استعمال شامل ہے۔ فلسفی جو مذہب کے بارے میں فلسفیانہ نقطہ نظر اختیار کرتے ہیں وہ مذہبی عقائد میں شامل تصورات کو واضح کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں،ان کی ہم آہنگی اور مستقل مزاجی کی جانچ کر سکتے ہیں،ان کی واضح حمایت کا جائزہ لے سکتے ہیں،اور تفتیش کے دیگر شعبوں جیسے کہ اخلاقیات،مابعد الطبیعیات اور علمیات کے لیے ان کے مضمرات کو تلاش کر سکتے ہیں۔ مذہب کے بارے میں فلسفیانہ نقطہ نظر اختیار کرنے سے، کوئی بھی شخص مذہبی نظریات کی نوعیت اور مفہوم اور انسانی زندگی کے لیے ان کی اہمیت کے بارے میں گہری سمجھ حاصل کر سکتا ہے۔

لفظ فلسفہ

یہ لفظ یونانی زبان سے آیا ہے فلو philo کا مطلب محبت اور سوفیاء sophia کا مطلب حکمت ودانش ہے۔ مجموعی طور پر اس کا مطلب حکمت ودانش سے محبت ہے (2)-(1)

جب یہ لفظ عربی میں منتقل ہوا تو اس کے معنی میں مزید نکھار آیا

چنانچہ تفلسف کا مطلب کسی چیز کی وضاحت میں عقلی انداز اپنانا حکمت آمیز بات کرنا۔

الفلسفہ کا مطلب اشیاء کے بنیادی اصولوں سے واقفیت اور معرفت کی عقلی شرح کا علم،

پہلے تمام علوم پر اس کا اطلاق ہوتا تھا موجودہ دور میں اس کا اطلاق علم منطق علم،الا خلاق، علم جمالیات اور علم ماوراء الطبیعیہ پر ہوتا ہے۔

2:موجودات خارجیہ کے احوال کا علم۔

3:کسی چیز کے مخفی علت وحکمت)

---

1 :رنجن،امولیہ پتر فلسفہ مذاہب، مکتبہ فکشن ہاوس 18_مزنگ لاہور، ص14،13

2:جاوید اقبال ندیم،ڈاکٹر،مبادیات فلسفہ،پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ،طبعہ اول ص:1

3: کیرانوی،وحید الزمان قاسمی،القاموس الوحید،1256 ادارہ اسلامیات،لاہور-کراچی

یہ علم کا وہ شعبہ ہے جو حقیقت مصدقہ اور اشیاء کی مجموعی وجوہات اور ان کے قوانین سے بحث کرتا ہے (1)

افلاطون کے مطابق

فلسفہ کی ابتدا حیرت سے ہوئی۔

" philosophy begins with wondor "

فلسفہ جدید کے بانی ڈی کارٹ کے خیال میں فلسفے کی ابتداء شک اور شبہے سے ہوئی۔

جان ڈیوی کے مطابق

جب بھی فلسفہ کو سنجیدگی سے لیا گیا اس نے دعوی کیا کہ یہ ایسی دانش پر دلالت کرتا ہے جو طرز حیات کو متاثر کر دے۔

سیر و نے فلسفہ کو یوں بیان کیا

"ہماری زندگی کا ہدایتکار نیکی کا دوست بدی کا دشمن ہے

وائنڈل بینڈ کہتا ہے کہ !

"فلسفہ ہمہ گیر قدر کی تنقیدی سائنس ہے۔"

ارسطو کے مطابق

فلسفہ ایسے سائنس ہے جو سچائی پر غور و خوص کرتی ہے۔(1)

1: آکسفورڈ ڈکشنری

2 : رنجن، امولیہ پتر فلسفہ مذاہب، مکتبہ فکشن ہاوس 18_مزنگ لاہور، ص14

3: رنجن، امولیہ پتر، فلسفہ مذاہب، مکتبہ فکشن ہاوس 18_مزنگ لاہور، ص15

مذہب کا لغوی معنی

1: طریقہ، روش 2: اصل، 3: عقیدہ

اصطلاحی تعریف

مذہب کا ماخذ لاطینی لفظ باندھنا سے ہے۔

لفظی حوالے سے بات کریں تو مذہب اتحاد اور ہم آہنگی کا قاعدہ ہے کوئی بھی اصول جو ہم بحثیت مجموعی باندھتا ہے وہ مذہب ہے۔

یہ محض عقیدہ ہی نہیں بلکہ طرز عمل بھی ہے صرف یقین کلی ہی نہیں بلکہ شعار بھی ہے صرف ایمان نہیں بلکہ وظائف کی ادائیگی ہے۔

مذہب میں ساری انسانی شخصیت ملوث ہے(1)

افراد کے اپنی تنہائی میں احساسات افعال اور تجربات یہاں تلکہ وہ خود اپنے خیال کے مطابق الوہی چیز کے ساتھ تعلق کی تہہ تک پہنچ جائے۔**ولیم جیمز**

اقتدار کو محفوظ بنانا مذہب ہے۔**ہوفڈنگ**

دیوتا میں یقین مذہب ہے۔**سکندر**

مذہب ایک نظر نہ آنے والی روحانی نظم کے ساتھ عملی تعلیم کے شعور کا نام ہے۔

سوامی دیوکانند کے خیال میں مذہب۔ عقائد مسالک میں ہے نہ ذہنی استدلال میں۔

یہ ہونا اور بن جانا ہے یہ شعور و فہم ہے(2)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

1: رنجن،امولیہ پتر ،فلسفہ مذاہب، مکتبہ فکشن ہاوس18_مزنگ لاہور، ص15

2 : رنجن،امولیہ ،پتر فلسفہ مذاہب، مکتبہ فکشن ہاوس18_مزنگ لاہور، ص16

فلسفہ اور مذہب کے درمیان تعلق

امولیہ رانجن کے مطابق فلسفہ اور مذہب میں کوئی فرق نہیں یہ دو طریقہ کار ہے جن سے نفس کائنات کو زیر کرتا ہے اور انجام کار یہ دونوں ہی انسانی زندگی کو بلند اور لطیف سطح تک لے جاتے ہیں۔

فلسفہ میں جب مذہب پر بات کی جاتی ہے تو فلسفیانہ نقطہ نظر سے یوں وضاحت کی جاتی ہے کہ زمانہ قدیم میں انسان نے مختلف النوع چیزوں کی ماہیت نہ سمجھتے ہوئے ان کے بارے اپنے دل میں خوف پیدا کیا اور اس خوف نے ان چیزوں کی پرستش کرنے پر مجبور کیا ہے زمانہ قدیم کا انسان بجلی، طوفان، سورج، دیو ہیکل جانور، دیوی، دیوتاؤں کی پرستش کرنے والا تھا۔

تدریجاً انسان رومیہ اور ٹوٹم ازم کی طرف مائل ہوا۔ اور جوں جوں انسانی تہذیب ترقی کرتی گئی توں توں مذہب میں بھی نمایاں ترقی ملی معاشرتی اقدار طے ہوئیں اور ضابطہ اخلاق کے اصول متعین ہوئے۔

فلسفہ مذاہب کے زمرہ بندی کرتے ہوئے اسے تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1: قبائلی

2: قومی

3: عالمگیر

فلسفے میں مذہب کو ایک ہی نظر سے نہیں دیکھا جاتا فلسفے پر کئی ادوار گزرے ہر دور میں فلسفیانہ افکار میں بدلاؤ رکھنے کو ملتا ہے کہیں کلی تضاد ملتا ہے تو کہیں جزئی اتفاق ملتا ہے۔

فلسفہ کسی نہج پر مذہب کی تعریف کرتا ہے یہ سمجھنے کے لئے فلسفہ کے ادوار کو بھی سمجھنا ہوگا بعض فلسفی مذہب کے حق میں اور بعض اس سے متنفر نظر آئیں گے۔ فلسفے کی درجہ بندی کی جائے گی کونسے ادوار کے فلسفہ مذہب کو متعارف کروانے والے ہیں کون سے اس کے حق میں ہیں آخر میں فلسفہ کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

جس میں فلسفہ کی تہذیب کی گئی بہت سی چیزیں ہیں جو فلسفہ میں ضم تھی بعد میں فلسفے سے جدا ہو کر مستقل حیثیت اختیار کر گئیں۔

علم النفسیات اور مذاہب اسی نوع میں شمار ہوتے ہیں۔

ذیل میں فلسفے کے ادوار اور اس سے تعلق رکھنے والے فلاسفہ کا ذکر ہے۔

1: دور اول: یونانی فلسفہ۔

2: دور ثانی: ازمنہ وسطی سلم فلسفہ۔

3: دور ثالث: جدید فلسفہ۔

یونانی فلسفہ بھی آگے تین اقسام میں متفرع ہو جاتا ہے۔

1: قبل سقراطی فلسفہ۔

2: سقراط، افلاطون، ارسطو۔

3: رواقیت، ابیکوریۃ، ارتیابیت۔

فلسفہ کا پہلا دور مذہب ۔

فلسفے کے دور اول میں کئی علم فلسفہ کے اندر ہی ضم تھے ان کے مستقل حیثیت نہ تھی یہی وجہ ہے کہ ہمیں فلسفہ کی ابتدا میں مذہب کے بارے ارشادات تو ملتے ہیں لیکن مستقل حیثیت کی تعلیمات برائے مذہب نہیں ملتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

جیسے کہ ابتدائی فلسفہ فیثاغورث کے مذہب کے بارے خیالات مندرجہ ذیل ہیں۔

"دیوتاؤں کا احترام کرنا، حکومت کی اور قوانین کی اطاعت، حب وطن، دوستوں سے وفاداری، محاسبہ نفس، پرہیزگاری اور پاکیزگی۔

یہ سب باتیں اس تعلیم میں داخل ہیں لیکن یہ بھی اسی طرح علمی اصول پر مبنی نہیں جس طرح شعرا کے اقوال یا ضرب الامثال1۔

(1)ویلیم نیسل، ڈاکٹر، مختصر تاریخ فلسفہ یونان، مکتبہ کتاب محل ص:66

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نیکی کی موافقت یا اہم آہنگی سمجھتے تھے لیکن اتنی سی عام بات سے ان کی تعلیم پر کیا روشنی پڑ سکتی ہے۔ اگرچہ عملی حیثیت سے فیثاغورثی اخلاقیات کا میلان بہت حیثیت رکھتا ہے لیکن فیثاغورث فلسفہ نے علمی اخلاقیاتمیں کوئی خاص اضافہ نہیں کیا جس کی وجہ یہ تھی کہ اخلاقی اور مذہبی پند و نصائح سے الگ اس قسم کا تقاضاہی ابھی پیدا نہیں ہوا تھا۔(1)

افلاطون اور مذہب

اپنی قوم کے مذہب اور فنون لطیفہ کی نسبت افلاطون کا رویہ اس کے اخلاق اور سیاسی خیالات سے متعین ہوتا ہے جس زمانے میں شعر اہل دینیات تھے ان کی تصنیفات منقولات وحی کی طرح شمار ہوتی تھی اور عبادات میں بھی ناٹک کا اہم حصہ تھا۔ اس زمانے میں مذہب اور فن لطیف میں گہرا ربط تھا افلاطون کا اپنا مذہب فلسفیانہ توحید ہے۔ جس کے اندر خدا اور خیر کا مترادف اور ربوبیت کے ساتھ یہ عقیدہ وابستہ ہے کہ عالم عقل کی پیداوار ہے اور نیکی اور علم خدا کی عبادت ہے خدا اور دیوتاؤں کی نسبت اس کے عام پسند بیانات بھی اسی انداز کے ہیں۔ ربوبیت اور عدل الہی کی نسبت اس کے خیالات اس کے خاص نظام فلسفہ کے حدود سے باہر نکل جاتے ہیں کیونکہ اس نے خدا کی شخصیت وغیرہ کے مسئلہ پر کوئی تنقیدی نظر نہیں ڈالی۔ خاص خدائے مطلق کے علاوہ وتصورات کو بھی سرمدی دیوتا کہتا ہے اور کائنات اور ستاروں کو مرئی دیوتا قرار دیتا ہے اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ روایتی دیومالا کے دیوتاؤں کو محض تخیل کی پیداوار سمجھتا ہے اور ان کی طرف جو بد اخلاقیاں منسوب کی جاتی ہیں ان کی نسبت بڑے سخت الفاظ استعمال کرتا ہے اور ایسی باتوں کو دیوتاؤں کے لیے ذلت سمجھتا ہے۔ بااین ہمہ وہ یونانی مذہب کو مملکت کا مذہب بنانا اور دیوتاؤں کے افسانوں کو تعلیم کی بنیاد قرار دینا چاہتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان میں سے مضر حصوں کو نکال دیا جائے تو وہ قومی مذہب کو منسوخ کرنے کے بجائے اس کی اصلاح کا طالب ہے (2)

(1)ویلیم نیسل، ڈاکٹر، مختصر تاریخ فلسفہ یونان، مکتبہ کتاب محل ص:66

(2)ایضا

ارسطو اور مذہب

مذہب کی نسبت ارسطو کے ہاں کوئی مسلسل تصنیف نہیں لیکن نثر کے طور پر بہت سی باتیں ملتی ہیں اس کی اپنی دینیات ایک تجریدی توحید ہے خدا نظام کائنات میں کوئی مداخلت نہیں کرتا اگرچہ وہ فطرت کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے اور اسے حصول و مقاصد کی ایک تنظیم خیال کرتا ہے نیز روح انسانی کو الہی قرار دیتا ہے لیکن یہ خیال اس سے بہت بعید ہے کہ کسی معلول کی فطری علل کے سوا کسی اور قوت کی طرف منسوب کرے اس لیے نہ وہ سقراط کی طرح ربانی امداد کا قائل تھا اور نہ اس عقیدے کی اس صورت کو تسلیم کرتا تھا جسے افلاطون نے اختیار کیا۔

آئندہ زندگی میں جزا اور سزا کا عقیدہ بھی اس کے ہاں نہیں خدا کو عالم کے ربط و نظم اور اس کی حرکت کا مصدر سمجھتا ہے لیکن ہر انفرادی شے کی خالص فطری توجیہہ کرتا ہے وہ خدا کی تعظیم بھی کرتا ہے اور اس سے محبت بھی رکھتا ہے لیکن خدا کی جانب سے محبت یا خاص ربوبیت کا طالب نہیں وہ اپنی قوم کے مذہب کو اس حد تک صحیح سمجھتا ہے کہ وہ ایک خدا پر عقیدہ رکھتی ہے اور انجم و افلاک کی الہی فطرت کی قائل ہے وہ کہتا ہے کے اس سے علاوہ باقی سب افسانہ ہے جس کا ماخذ کچھ تو یہ ہے کہ انسان خدا اور دیوتاؤں کو اپنے پر قیاس کرنا چاہتا ہے کچھ سیاسی اغراض نے ایسے عقائد پیدا کیے۔ مملکت کے اندر وہ مروجہ مذہب کو جاری رکھنا چاہتا ہے افلاطون جس قسم کی اصلاح کا طالب تھا وہ اس کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا۔(1)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

فلسفہ کا تیسرا دور

رواقیت، ابیقوریت اور ارتیابیت رواقی جماعت کا بانی zeno تھا وفات 270ق م ولادت 342ق م ہے فلسفی اور معلم کے طور پر منظر عام پر آیا اس کے ماننے والے پہلے زینو کہلاتے تھے بعد میں رواقی مشہور ہوئے اس کی موت خود کشی سے ہوئی اپنے آپ کو بھوک سے مار کر اس نے زندگی کا خاتمہ کیا۔(2)

---

(1)ویلیھم نیسل، ڈاکٹر، مختصر تاریخ فلسفہ یونان، مکتبہ کتاب محل ص:153،155

(2)ویلیھم نیسل، ڈاکٹر، مختصر تاریخ فلسفہ یونان، مکتبہ کتاب محل ص:159

رواقیت اور مذہب

رواقیت کے نزدیک ایک کل کا جزو ہونے کی حیثیت سے اخلاق فرائض کی ادائیگی اور زیادہ اہمیت اختیار کر جاتی ہے دوسری چیز جوان کے ہاں پائی جاتی ہے وہ یہ کہ انسان)مذہبی(اخلاقی اصولوں پر)اس انداز(سے پختگی اور اعجاز النفس سے قائم رہے کہ وہ تمام چیزوں سے جو خارجی ہیں بے نیاز ہو جائے۔

انتہائی مجبوری کی حالت انسان کا مصیبتوں سے بچنے کی خاطر خود کو ختم کر لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ اشرف صورت ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے زینوں، کلنتھیز، آپراٹو ستھینز اور بہت سے رواقیین نے خود کو ختم کر ڈالا۔

تمام عاقل ہستیوں کے باہمی ربط سے رواقیین اس نتیجہ پر پہنچے کہ تمام انسانوں اور تمام دیوتاؤں کی ایک ہی جماعت ہے لہذا سب کی اتباع غیر مشروط انداز سے ہی ہونی چاہیے) یعنی وحدت ادیان کا نظریہ۔

رواقیین مذہب کو فلسفہ سے الگ شے نہیں سمجھتے تھے۔ (1)

ابیقوری فلسفہ

ابیقور دسمبر 342 یا دسمبر 341 ب پیدا ہوا ایک فلسفی کی حیثیت سے لوگ اس کے گرویدہ تھے اور اس کی تعلیمات پر دل و جان سے فدا تھے ابیقور نے مروجہ دیوتاؤں کے نظریہ کو لغو قرار دیا اور تمام دیومالائی قوتوں کے خوف سے لوگوں کو نجات دلائی۔ اس نے دیوتاؤں کے بارے یہ نظریہ پیش کیا کہ انسانوں جیسے نہیں کیوں کہ اس سے زیادہ صورت حسین نہیں ہو سکتی دیوتاؤں کے عالم کے مابین رہنے کا نظریہ دیا کیونکہ ایک عالم کے اندر رہنا ان کے شان کے لائق نہیں کیونکہ اسکے طبعی اثرات ان پر اثر انداز ہوں گے ہ جوان کی سعادت کو ختم کر دیں گے دیوتاؤں کا انسانوں کی زندگی کے اندر بھی کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہیے اس میں انسانوں کی بھلائی ہے۔

---

(1)ویلیھم نیسل، ڈاکٹر، مختصر تاریخ فلسفہ یونان، مکتبہ کتاب محل ص:170-172

(2)ویلیھم نیسل، ڈاکٹر، مختصر تاریخ فلسفہ یونان، مکتبہ کتاب محل ص:175-178

نوفلاطونیت اور مذہب

نوفلاطونیت دراصل ایسی فکر ہے جس میں فلسفہ اور مذہب کے درمیان تطبیق پیدا کی گئی اور دونوں کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی نوفلاطونیت اس زمانے میں ظاہر ہوئی جس مین نظری علوم کے بجائے عملی علوم کی اہمیت بڑھ گئی ایشیا کے یہودیوں کا تصور توحید جب یونانی فلسفے سے مقابل ہوا ان میں باہمی اشتراک پیدا ہوا جس سے ایک نئی فکر نوفلاطونیت کی صورت نکلی۔

تیسرا حصہ جدید نوفلاطونیت اور مذہب

جدید نوفلاطونیت میں افلاطونی اوسطاطالیسی کے نظام کے اجزاء بھی شامل ہو گئے رواقی اور فائلو کی تعلیمات بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ اس میں شامل ہو گئی۔

اہم بات: فلسفہ کے دور اول میں زرتشت، گوتم بدھ، کنفیوشس، اور دھمان نمایاں فلاسفہ کے طور پر منظر شہود پر آئے ان فلاسفہ سے منسوب مذاہب آج بھی موجود ہیں جس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ فلسفہ اپنے ابتدائی ادوار میں مذہب سے ملحق اور مذہب کا حصہ تھا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

دورِ ثانی مسلم فلاسفہ

مسلم فلسفی میں تحریکوں اور شخصیات کا ذکر ملتا ہے تحریکوں میں معتزلہ، اشاعرہ، تصوف وغیرہ ہیں اور شخصیات میں امام غزالی، ابن رشد، ابن سینا، بیرونی اور عمر خیام وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔

فلسفیانہ تحریکیں اور مذہب

1: معتزلہ

اسلامی فکر میں معتزلہ کا مقام بڑا اہم ہے اور خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

---

(1) ویلیھم نیسل، ڈاکٹر، مختصر تاریخ فلسفہ یونان، مکتبہ کتاب محل ص: 203

(2) یاسر جواد، فلسفیوں کا انسائیکلوپیڈیا، مکتبہ بک، بک سٹریٹ 46 مزنگ روڈ لاہور، طبعہ اول، ص: 1

معتزلہ ایک مذہبی فرقہ ایک فقہی مکتب فکر اور کلامی گروہ کا نام نہیں بلکہ فلسفہ میں عقل و دلیل پر مبنی ایک تحریک فلسفہ و حکمت بھی ہے۔
جس میں اسلامی علوم و فنون کی ترویج و اشاعت میں اپنا نمایاں کردار بڑی خوبی سے نبھایا۔ معتزلہ نے پرانے معتقدات کو ایک عالم موقوف کر دیا جو کہ عقل و دلیل اور فکر و فہم کے بجائے محض تقلیدی اعتقادات، توہمات اور کمزور روایات کی بیسا کھیوں پر کھڑے تھے انہوں نے روشن دماغی کو رواج دیا فلسفہ و کلام کو پروان چڑھایا منطق اور سوچ کی ترویج کی اور اسلامی تاریخ فکر میں ایک نئی فکری تحریک کو برانگیخت کیا۔ (1)

معتزلہ کے فلسفیانہ عقائد

معتزلہ کے دوسرے مکاتب سے اختلافات کے بعد ہم معتزلہ کے فکری عقائد کی طرف آتے ہیں جن سے معتزلہ کے نظریات و عقائد کو سمجھنے اور دوسرے مکاتب فلسفہ سے اختلافات کو سمجھنے میں مدد ملے گی معتزلہ نے جن بنیادوں پر زور دیا وہ الملل والنحل میں ابن حزم نے اور ایک اور کتاب الحسین الخیاط نے پیش کی وہ بنیادی عقائد ہیں

1: توحید، خدا ذات اور صفات کا مسئلہ، دیدار جمال باریت عالی خدا کا کرسی پر متمکن ہونا، خلق قرآن کا مسئلہ، اور قرآنی آیات کی تعبیر و تاویل کا مسئلہ۔

2: عدل: خدا کی ذات عدل کی پابند محض کی تشریح۔

1: جزا و سزا

2: منزلہ بین المنزلتین

3: امر بالمعروف نہی عن المنکر

4: ذریعہ تعلیم: انسانی علم کے ذرائع کیا ہیں؟ عقل یا وحی و وجدان؟ (2)

---

(1): وحید عشرت، ڈاکٹر، مقالات فلسفہ، مکتبہ سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور طبعہ اول، ص 309

(2) وحید عشرت، ڈاکٹر، مقالات فلسفہ، مکتبہ سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور طبعہ اول، ص 317

2: اشاعرہ:

اشاعرہ کا مکتب فکر اسلامی فلسفہ اور علم الکلام میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے علامہ اقبال کے اسلامی مکتب سے گہری دلچسپی رہی چنانچہ اپنے خطبات میں علامہ اقبال نے اس مکتب فکر کو جگہ جگہ ذکر کیا ہے اور اسے سراہا ہے۔ (1)

اشاعرہ کی تحریک فکر کے اساسی مقاصد

1: اشاعرہ نے انسانی علم کا ذریعہ عقل کے بجائے وحی کو قرار دینے پر زور دیا وحی کی برتری اور عقل کے اسلامی الہیات تشریح و تعبیر میں ثانوی حیثیت پر اصرار کیا۔

2: اشاعرہ نے محدثین اور راسخ العقیدہ اور اپنے مکتب فکر کے عقائد کو رد کر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے عقائد کی فلسفیانہ تعبیر و تشریح کی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

3:انہوں نے معتزلہ کے انتہا پسندانہ رویے کی بناپر جو انہوں نے مذہبی مسائل کی تعبیر کے بارے میں اپنے عقائد کی قیمت اور قطعیت کے ساتھ اٹھایاعام مسلمانوں میں خود فلسفہ سے ہی نفرت پیدا ہو گئی تھی۔امام اشعری نے فلسفہ کے دفاع میں کتاب لکھی اور فلسفہ کے اسلامی تعلیمات کی تعبیر و تشریح کے سلسلہ میں افادیت پر زور دیا۔

4:معتزلہ کی طرح اشاعرہ کے سامنے بھی مذہب اور فلسفہ کی ہم آہنگی یا تطابقت کا سوال تھا چناچہ انہوں نے فلسفیانہ منہاج کے اساسی اصول کے طور پر عقل کی اولیت کو رد کرتے ہوئے وحی کی استنباط مسائل میں اولیت اور قطعی حیثیت پر زور دیااور وہی کو یقینی اور حتمی ثابت کیا۔(2)

3:تصوف

ڈاکٹر وحید عشرت نے تصوف کو اسلام کی فلسفیانہ تحریک قرار دیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں :انسانی سیرت و کردار کی تحویل تشکیل میں تصوف کااثر بڑا گہرا رہاہے تصوف تمام مذاہب میں ایک ایسی قوت ہے

---

(1):وحید عشرت،ڈاکٹر،مقالات فلسفہ،مکتبہ سنگ میل پبلیکیشنز،لاہور طبعہ اول،ص342

(2)وحید عشرت،ڈاکٹر،مقالات فلسفہ،مکتبہ سنگ میل پبلیکیشنز،لاہور طبعہ اول،ص343

جس کی نوعیت میں اختلافات کے باوصف اس کی اہمیت سے کبھی کسی نے اختلاف نہیں کیاصوفی کا وجدان اور تجربہ اور انسانی زندگی کی ہما ہمی کی طرف اس کا بے رغبتی کارویہ تمام صوفیانہ مسالک میں قدر مشترک ہے صدفی دنیاوی لذتوں اور بکھیڑوں سے اپنا پہلو بچا کر یاان میں کم از کم استغراق ظاہر کر کے حقیقت اول کی تلاش و جستجو میں اپنے انہماک کو ظاہر کرتا ہے اور یوں وہ اپنی روح کی تسکین کا سامان کرتے ہیں صوفی کون ہوتا ہے؟ تصوف کا ماخذ کیا ہے؟اور تصوف بطور فکری تحریک اور طریق زندگی کیا ہے؟اس کے بنیادی تصورات کیا ہے؟ یہ نہایت ہی دلچسپ گنجلک اور متنازع مباحث ہیں اگرچہ تصوف کے رجحانات تمام ہی ادیان اور مذاہب میں موجود ہیں تاہم اس کے ماخذات کے بارے میں بھی ایک بڑی طویل بحث موجود ہے خصوصاان لوگوں نے ان ماخذات کو زیادہ موضوع بحث بنالیا ہے جو اسلام میں تصوف یا صوفی تحریک موجودگی کے منکر ہیں ان کا خیال ہے کہ تصوف کا اسلام میں کوئی جواز نہیں تصوف اسلام میں دوسرے مذاہب اور ادیان سے پیوند کاری کی گئی ہے اور تصوف ہمارے ہاں عہد زوال میں داخل ہوا ہے لفظ صوفی کے ماخذ کے بارے میں مختلف لوگوں کے نوع بہ نوع خیالات کا خلاصہ ہے کہ کسی نے تصوف کے ڈانڈے ہندوؤں اور کسی نے بدھوں سے جا ملائے ہیں کچھ محدثین سمجھتے ہیں کہ تصوف کی اساس وہ رد عمل ہے جو آریوں اور سامی مذہب کے ٹکراؤ سے سامنے آیا ایسے غلاماں کی بھی کمی نہیں جو یہودیت اور مسیحیت کو تصوف کی بنیاد گردانتے ہیں بہت علماء تصوف کی اساس نوافلاطونیت کو قرار دیتے ہیں اور افلاطون کو اس کا باوا آدم قرار دیتے ہیں ہمارے نزدیک ان تمام ماخذات سے وابستہ ہونے کے باوجود تصوف مسلم فکر میں اپنی جداگانہ اور منفرد حیثیت رکھتا ہے اسلام سے اس کا رشتہ اتنا ہی گہرا ہے جتنا بذاتہ مسیحیت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی ایسی بیرونی تحریک کسی مذہب یا تہذیب میں پنپ نہیں سکتی جب تک خود اس مذہب یا نسل میں اس کے جراثیم موجود نہ ہو اسلام کی دنیا سے بے رغبتی اور عدم دلچسپی کی تعلیمات نے خود زود حس مسلمانوں کو اس نظریہ حیات اور طرز زندگی کے قریب کر دیاان میں دنیا سے کم تعلق کر کے یاد الہی میں خوش ہونے،

اس کائنات کی ازلی و ابدی حقیقت سے تعلق پیدا کرنے کا شوق بڑھا یہ دنیا میں کم امیزی کا رجحان تلاش حق کی لگن اور اسوہ رسول اپنانے کی خواہش تصوف کی بنیاد بنی تاہم یہ یاد رہے کہ تصوف کا ترک دنیا کا تصور اسلام کی روح کے زیادہ قریب نہیں اسلامی تصوف کی روح تو یہ ہے کہ انسان یاد الہی سے غافل نہ ہو اور دنیاوی فرائض کی بجاآوری میں بھی کوتاہی نہ کرے سچا مسلمان صوفی وہ ہے جو کارگاہ زیست میں بھی بر سر پیکار رہے اور اسلام کے اصولوں کے مطابق حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی میں توازن پیدا کرے مکمل طور پر ترک دنیا کا تصوف البتہ غیر مسلم تصوف سے تعلق رکھتا ہے وہ خود تصوف کی روح کے بھی منافی ہے ٥ حضرت علی ہجویری نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک وقت تھا کہ تصوف موجود تھا مگر اس کا کوئی نام نہ تھا اب تصوف تو موجود ہے مگر اس کی روح موجود نہیں۔(1)

مسلم فلسفہ/شخصیات

1:الکندی یعقوب بن اسحاق۔801-870

مسلمان دنیا کا پہلا فلسفی ہے جسے عربوں کا فلسفہ بھی کہا جاتا ہے آج انہیں یونانی اور اسلامی فلسفے کے ایک پل کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

الکندی کا فلسفہ مسلم رنگ کا حاصل ہونے کے باوجود ارسطو اور افلاطونوی تصورات سے لبریز ہے الکندی نے خدا کی وحدانیت بطور خالق اس کی طاقت اور عدم سے وجود پر زور د یا ازلی حقیقت یعنی خدا کی کوئی علت نہیں ہے اور نہ ہی اسکی کوئی قسم ہے ازل سے پہلے کچھ نہیں ازلی خدا غیر متغیر لافانی اور نا قابل ترحیم ہے۔انسانی حوالے سے موت جسم سے روح نکل جانا ہے اس نے عقل کو دائمی قرار دیا اس نے اپنے رسالہ میں بار بار کہا کہ انسانوں کو چاہیے کہ مادیت کے بجائے عقل کو ترجیح دیں۔

---

(1)وحید عشرت،ڈاکٹر،مقالات فلسفہ،مکتبہ سنگ میل پبلیکیشنز،لاہور طبعہ اول380-381

(2)یاسر جواد، فلسفیوں کا انسائیکلوپیڈیا، مکتبہ بک، بک سٹریٹ46مزنگ روڈ لاہور،طبعہ اول،ص:153 -149

2:ابو نصر الفارابی:873-950

اہل عرب انہیں معلم ثانی کا لقب سے جانتے ہیں بعد کے فلسفیوں نے ان کی تب وتاب کم کر دیں کیونکہ الفارابی دنیا کے عظیم ترین فلسفیوں میں سے ہے۔اور متعدد اسلامی جانشینوں کی نسبت اچھوتے خیالات کا حامل ہے۔(1)

الفارابی نے ایک ہمہ گیر مذہب کو آئیڈیل کے طور پر اپنایا جسم میں دیگر تمام مذاہب واحد کائناتی مذاہب کے علامتی اظہار خیال کیے گئے۔(2)

3:ابن سینا980-1037

دانائے عرب اسلام کا مشہور ترین فلسفی اور سائنسدان ہے ابن سینا نے واحد اول یعنی خدا کے بارے ایسی تاویلات پیش کی جو راسخ العقیدہ مسلمانوں کے لیے نا قابل قبول تھی۔ ابن سینا نے کہا کہ خدا ہر چیز پر قدرت رکھنے کے بجائے صرف ان چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جو بالذات ممکن ہے اور بلاواسطہ صرف عقل اول کو پیدا کرتا ہے۔ ابن سینا کا تصور کائنات بھی راسخ العقیدہ مسلمانوں سے مختلف ہے وہ کائنات کو واحد تخلیقی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ ازل سے موجود سمجھتا ہے۔(3)

4:ابن رشد:1126،1198

ابن رشد اسلامی روایات کو یونانی فکر سے مدغم کرنے والا موئثر فلسفی رہا۔ اس کی واضح اور دورس سوچ نے ارسطو کی فکر کو مکمل طور پر پیش کرنے اور ساتھ ساتھ مفہوم کی وضاحت دینے کے قابل بنائی

---

(1)یاسر جواد، فلسفیوں کا انسائیکلوپیڈیا، مکتبہ بک، بک سٹریٹ46مزنگ روڈ لاہور،طبعہ اول،ص:153

(2)یاسر جواد، فلسفیوں کا انسائیکلوپیڈیا، مکتبہ بک، بک سٹریٹ46مزنگ روڈ لاہور،طبعہ اول،ص:15 7

(3)وحید عشرت،ڈاکٹر،مقالات فلسفہ،مکتبہ سنگ میل پبلیکیشنز،لاہور طبعہ اول،ص160

اس کا اہم ترین کام تین فلسفیانہ مکالمے ہیں۔

1: فصل المقال: فقہ اور فلسفہ کی مفاہمت۔

2: کشف المناہج: مذہبی عقائد سے متعلقہ ثبوت کے طریقہ ہائے کار کا تجزیہ۔

3: تہافۃ التہافہ: بے ربطیوں کی بے ربطی۔

پہلے دو مقالوں میں ابن رشد ایک بہادرانہ دعوی کرتا ہے صرف مخصوص تشبیہات استعمال کرنے والا الہیات دان شریعت میں شامل عقائد کی تفسیر کرنے کا اہل ہے۔نہ کہ مسلم متکلمین جو جدید نظریاتی دلائل پر انحصار کرتے تھے۔ مذہبی عقائد اور ایقانات کا حقیقی داخلی مفہوم متعین کرنا فلسفہ کا مقصد ہے داخلی مفہوم عام عوام کو نہیں بتانا چاہیے جن کے لیے سادہ ظاہری مفہوم بھی کافی ہے۔کہانیوں، تشبیہات،اور تمثیلات کی صورت۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

تیسرا مقالہ ابن رشد کے پیش رو الفارابی کے خلاف فلسفہ کے دفاع میں ہے ابن رشد کا کہنا ہے کہ مابعد الطبیعاتی سچائیوں کو فلسفہ اور مذہب بیان کا جا سکتا ہے۔

جدید شخصیات فلسفہ/مغربی فلاسفرز اور مذہب

1:فریڈرک نیٹشے:1844،1900

نطشے نے عیسائیت پر تنقید کی وہ عیسائیت کو غلامانہ اخلاقیات کا مرقع سمجھتا ہے نیٹشے نے عیسائیت کی طرح بدھ مت پر بھی تنقید کی اور دونوں کو غیر اخلاقی مذاہب شمار کیا۔
نیٹشے نے فلسفہ مذہب پر جو تنقید کی وہ اس کے اخلاقی محرکات کے غلبہ کے باعث تھا۔ (1)

(1) وحید عشرت، ڈاکٹر، مقالات فلسفہ، مکتبہ سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور طبعہ اول، ص270،273

2:کارل مارکس

مارکس مذہب مخالف فلسفی تھا اس نے مذہب کے متعلق دعوی کیا جو مشہور ہے "انسان ہی مذہب انسان کا خالق ہے وہ مذہب کو خدا کا قائم مقام سمجھ کر بے معنی اور مبہم قرار دیتا ہے" (1)

3:شوپن ہار:1789،1860

یہ دیگر فلاسفہ سے کچھ منفرد ہے دیگر رجائیت پسند ہیں جبکہ یہ قنوطیت پسند ہے۔ شوپن ہار عسائیت کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ وہ ہندوستانی مذاہب بدھ مت اور ہندو مت کو ترجیح دیتا ہے وہ بدھ مت کو پسند کرنے کی وجہ سے اس کے نزدیک سب سے بہترین اور بڑی حقیقت نروان ہے۔
شوپن ہار نے بدھ مت کو سب سے اونچا مذہب قرار دیا۔ (2)

4: برٹرینڈ رسل_ ایک ہمہ جہت فلسفی 1970،1872

یہ ایک نوبل انعام یافتہ فلسفی ہے۔ اس کی وجہ شہرت میں ایک وجہ the history of western philosophy ہیں۔ اس کی کتاب why I am not a Christian میں اس نے یہ لکھا کہ خدا کے وجود کو عقلی بنیادوں پر ثابت کرنا ممکن نہیں وہ مابعد الطبعیات کا منکر ہے اور ان حقائق کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہے جن کو تجربے کی بنیاد پر ثابت کیا جا سکے خدا یا حقیقت مطلق انسانی تجربات سے ماوراء ہے لہذا اس پر سوچنا فضول ہے۔(3)

(1) علی شریعتی، ڈاکٹر، مغربی فلسفے، مکتبہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، طبع اول ص؛55

(2) یاسر جواد، فلسفیوں کا انسائیکلوپیڈیا، مکتبہ بک، بک سٹریٹ 46 مزنگ روڈ لاہور، طبعہ اول، ص:15 7

(3) اکبر الا قاری، فلسفے کی مختصر تاریخ، مکتبہ، مثال پبلشر زامین پور بازار فیصل آباد، سن اشاعت 2015 ص:185،186

فلسفہ اور مذہب، برصغیر کے فلسفی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

اس طویل بحث اور مذہب کے بارے فلسفیوں کے تمام ادوار کا جائزہ لینے کے بعد یہاں برصغیر کے معروف فلسفی اور شاعر علامہ اقبال کے نظریات اس مسئلہ کے مزید مسائل کو حل کرتے ہیں۔

علامہ اقبال کی نظر میں:

"کیونکہ فلسفہ کے آزادانہ تحقیق و تجسس پر بنیاد ہے اس لئے وہ مذہبی اعتقادات اور دیگر مفروضات کو تسلیم نہیں کرتا وہ انسانی افکار و نظریات اور مسلمہ امور پر ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے انکی بنیاد کا سراغ لگانا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے انجام کاروائی سے برملا تسلیم کرے کہ عقل انسانی حقیقت مطلقہ یا روح تک پہنچنے سے قاصر ہے۔اس کے برعکس مذہب کا نچوڑا یمان ہے ایمان محض جذبے اور جوش کا ہی نام نہیں بلکہ اس میں عقل کی بھی آمیزش ہوتی ہے"

پہلا خطبہ

علامہ اقبال نے اپنی مشہور انگریزی کتاب "تشکیل جدید الہیات اسلامیہ" میں مذہب، شاعری اور فلسفہ تینوں کو کائنات اور زندگی کی حقیقتوں کا متلاشی قرار دیتے ہوئے ان میں مذہب کو شاعری اور فلسفہ پر ترجیح دی۔ (1)

//htt.www,Iqbal.com//date of access 20 jun 2022:(1)

مذہب اور اخلاقیات میں تعلق (Relation Between Religion and Ethics)

عقل ہمیشہ تجزیہ و تحلیل سے فکری مسائل کا حل چاہتی ہے لیکن مذہب میں ہر بات کا تجزیہ کرنے کے بجائے ایمان پر زور دیا جاتا ہے۔ خیر و شر کے معاملات کی وضاحت مذہب میں تلاش کی جاسکتی ہے۔ مذہب اور اخلاقیات کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔انسان مذہب کی مدد سے زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے جو لائحہ عمل تیار کرتا ہے اسے اخلاقیات کہتے ہیں۔

فلسفہ اور مذہب کے اہم موضوعات؛ سوالات اور ان کا حل

فلسفہ سوچ و فکر کا نام ہے، جبکہ مذہب انسان اور خدا کا آپس میں تعلق ایمان کے ذریعے قائم کرنے کا ہے۔ دونوں میں متعدد موضوعات مشترک ہیں اور چند ایک نکات پر اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ فلسفہ اور مذہب میں پائے جانے والے مشترک موضوعات یا سوالات میں سب سے اہم یہ ہیں۔ یہ کائنات کیا ہے؟ اور اس کا خالق کون ہے؟ فلسفے میں تکوین کائنات کی وجہ نقل و دلیل سے تلاش کی جاتی ہے اور تخلیق کرنے کی علت ہی اس کی حقیقت ہے۔ جبکہ مذہب

دلیل واستدلال کے بجائے بلاواسطہ کائنات کی تخلیق کی وجہ یعنی خالق کائنات صرف اور صرف خدا کو مانتا ہے۔ چینی، ہندی، مصری، ایرانی، یونانی اور جدید فلسفہ میں خدا کے وجود کے متعدد دلائل دیئے گئے ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے انداز سے اس موضوع پر بحث کی ہے۔ مسلم فلسفیوں نے بھی فلسفیانہ انداز سے خدا کی حقیقت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ حقیقتاً خدا کو دلائل سے ثابت کرنا خود تردیدی مفروضہ قائم کرنے کے مترادف ہے۔ خدا کے تصور کا تعلق صرف اور صرف ایمان سے ہے۔ جب انسان بغیر دلیل کے مذہب

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

کی روشنی میں خدا کو مان لیتا ہے تو پھر تمام عقلی بحثیں ماند پڑ جاتی ہیں۔اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ فلسفے کو مذہب کے مقابل کھڑا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مذہب خیر کل اور حقیقت اولی کی صفات والی ہستی کو خدا کہتا ہے جسے فلسفیانہ افکار کی کسوٹی پر پر کھا نہیں جا سکتا۔

خالق کائنات فلسفہ اور مذہب کا مشترک موضوع ضرور ہے لیکن اس تک پہنچنے کا طریق کار مختلف ہے۔ فلسفہ اور مذہب دونوں انسان کو علم حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ علم کیسے حاصل کرنا چاہیے؟ علم کیا ہے؟ علم کے مآخذ کون کون سے ہیں؟ علم کی حقیقت کیا ہے؟ فلسفہ اور مذہب میں علم سے متعلق یہ تمام سوالات مشترک ہیں لیکن دونوں میں علم حاصل کرنے اور علم کی حدود مختلف ہیں۔ فلسفے میں بنیادی طور پر عقل، دلیل، استدلال اور سوچ وبچار سے علم حاصل کیا جاتا ہے جبکہ مذہب میں علم وجدان اور الہام سے حاصل کیا جاتا ہے۔ فلسفہ غیر حتمی اور مشروط علم تک پہنچتا ہے جبکہ مذہب حتمی علم فراہم کرنے کا دعوے دار ہے اور اس کی بنیاد ایمان، اعتقاد، وجدان اور وحی پر ہوتی ہے۔ انسان کی ابتدا کیسے ہوئی؟ انتہا کیا ہے اور یہ کائنات کیا ہے؟ فلسفہ اور مذہب دونوں کے اہم سوالات ہیں۔ فلسفہ عقلی بنیادوں پر طبیعیات، کیمیا اور حیاتیات کی مدد سے انسان کی حقیقت جاننے کی کوشش کرتا ہے جبکہ مذہب خدا کے فرمان اور ایمان ویقین کے مراحل طے کرتا ہوا انسان سے متعلق تمام سوالات کے جواب مہیا کرتا ہے۔
چند اور سوالات مثلاً خدا اور انسان کا باہمی رشتہ کیا ہے؟ کائنات اور خدا کا کیا تعلق ہے؟ بھی فلسفہ اور مذہب ہی کے سوالات ہیں۔ انسان، کائنات اور خدا ایسے تصورات ہیں جن کے بارے میں فلسفے میں عقلی دلائل سے بحث کی جاتی ہے۔ جبکہ مذہب خدائی احکام، فرمان اور کلام سے ان سوالات کے جواب فراہم کرتا ہے۔ روح کیا ہے؟ فلسفہ کے اکثر مکاتب فکر میں اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ قرآن میں روح کو امر ربی کہا گیا ہے یعنی خدا کا حکم۔ آزادی ارادہ کیا ہے؟ کیا مخلوق خصوصاً انسان آزاد ہے یا مجبور محض؟ اور اگر مجبور ہے تو کن بنیادوں پر کبھی فلسفہ مذہب کے زیر اثر رہا ہے اور بھی فلسفہ مذہب سے آزاد ہو جاتا ہے۔ بعض قوموں اور ادوار میں مذہبی مسائل پر گفتگو کرنے کی اجازت دی تھی لیکن اس کے باوجود فکری سطح پر مذہب کے بارے میں فلسفیانہ مباحث جاری رہیں۔ اسلام کے عروج کے زمانے میں اشاعرہ معتزلہ، ابن سینا، ابن رشد، امام الغزالی اور ابن خلدون وغیرہ مذہب کے مختلف موضوعات و مسائل کا فکری اور تنقیدی تجزیہ کرتے رہے ہیں۔ جدید دور کے مفکرین کا بھی یہی نقطہ نظر ہے کہ مذہب کی حکمت جاننا ضروری ہے۔

مذہب اور فلسفہ میں فرق (Difference Between Religion and Philosophy)

فلسفہ ذہنوں کو جلا بخشتا ہے۔ زندگی کے مختلف النوع مسائل کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ میتھیو آرنلڈ (Mathew Arnold) کے خیال کے مطابق مذہب جذبات آمیز اخلاق کا نام ہے۔ اسی طرح ایچ۔ ایچ۔ ٹائٹس (H.H. Titus) کا نقطہ نظر ہے کہ بغیر مذہب کے اخلاقیات گرمی عمل سے ناآشنا رہتی ہے اور سرد پڑ جاتی ہے۔ جب مذہب کا اخلاقی اغراض سے کوئی واسطہ نہ رہے تو وہ بداخلاقی کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اپنی بہت کچھ اہمیت کھو بیٹھتا ہے۔'' مذہب اور فلسفہ ایک دوسرے سے منسلک اور مربوط ہونے کے باوجود بعض مقامات پر اختلافات بھی رکھتے ہیں۔ انہی اختلافات کی بنا پر مذہب کی اپنی خصوصی اور اہم شناخت ہوتی ہے۔ یہ شناخت ہی مذہب کو فلسفے سے الگ نظام میں تقسیم کر دیتی ہے۔
مذہب اور فلسفہ میں اختلاف درج ذیل چند نکات پر پایا جاتا ہے: 1- نظری اور عملی فرق:۔ فلسفہ خالصتاً نظری علم ہوتا ہے۔ فلسفے میں تفکرات اور نظریات بیان کئے جاتے ہیں جبکہ مذہب میں نظریہ کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ عمل کے بغیر مذہبی نظریات اور تفکرات کی کوئی الگ حیثیت نہیں۔ خدا پر ایمان لانا اور اس کے احکامات کو ماننا مذہب کا اہم مسئلہ ہے۔ جس سے انسان کی حقیقی فلاح اور مسرت کا حصول ہوتا ہے۔
2۔ فرائض کی ادائیگی:۔ فلسفہ میں تجزیہ و ترکیب کے ذریعے جدید افکار پیدا ہوتے رہتے ہیں، اس میں انسان پر کسی قسم کے فرائض لاگو نہیں ہوتے لیکن مذہب میں فرائض ادا کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے۔ مذہبی فرائض خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے لازمی ہیں جبکہ فلسفہ میں ایسی کوئی صورت حال نہیں ہوتی۔ مذہب میں احساسات اور جذبات کا بے حد عمل دخل ہوتا ہے جن کی بنا پر فرائض ادا کئے جاتے ہیں۔ انسان ایسا کر کے اپنے آپ کو بہتر اور محفوظ محسوس کرتا ہے۔

3- مرکزی حیثیت :۔ مذہب میں مرکزی حیثیت خدا کو حاصل ہوتی ہے۔ خدا کے دیئے ہوئے احکامات اور ہدایات پر عمل کیا جاتا ہے لیکن فلسفہ میں مرکزی حیثیت فلسفیانہ استدلال کو حاصل ہوتی ہے۔ فلسفیانہ افکار سے مزید افکار جنم لیتے ہیں۔اس میں کسی کے احکامات پر عمل کرنے کی تلقین نہیں کی جاتی۔4- یک رنگی:۔ مذہبی احکامات صرف ایک ہی انداز کے ہوتے ہیں یعنی کسی ایک موضوع پر ایک ہی نقطہ نظر بیان کیا جاتا ہے۔اس کو صرف ماننا ہوتا ہے۔ رڈ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا لیکن فلسفہ میں ایک ہی موضوع پر مختلف نقطہ ہائے نظر پیش کیے جاتے ہیں۔ایک فکر کو رڈ کر کے نیا فکر پیش کر دیا جاتا ہے،اس طرح بعض او قات ایک ہی عنوان یا موضوع کو مختلف فلسفیوں نے بیک وقت مختلف انداز میں الگ الگ بیان کیا ہے جبکہ مذہب میں افکار کی ایک رنگی پائی جاتی ہے۔ایک مذہبی فکر یا حکم جب خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے تو پھر اس میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔اس کو سمجھنے میں اپنی اپنی عقل کے مطابق انسان مختلف انداز اپنا سکتے ہیں لیکن خدا کے حکم کو تبدیل یا رڈ نہیں کر سکتے۔

5-انحصار :۔ فلسفہ کے افکار کا انحصار کلی طور پر عقل واستدلال پر ہوتا ہے جبکہ مذہب کا انحصار وہی پر ہے۔ معتقل اور وحی دونوں ایک 'دوسرے سے مختلف ہیں۔ وہی پیغمبر پر خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے لیکن عقلی استدلال انسانی نظر کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ 6-ایمان :۔ مذہب ایمان محکم پر بنی ہوتا ہے جبکہ فلسفہ جائزہ تجزیہ فلن چین اور سوچ وبچار پر منحصر ہوتا ہے۔ 7۔ تسلیم ورضا :۔ مذہب میں دہی سے حاصل شدہ احکامات کی صداقت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ جبکہ فلسفہ عقل کے ذریعے قائم کردہ افکار کا تجزیہ کرتا ہے اور تنقید کر کے رڈ وقبول کے عمل سے گزارتا ہے۔اس کی صداقت اور حقیقت کی تصدیق کرتا ہے یا تردید۔ 8-روحانی پہلو :۔ مذہب میں انسان اور کائنات کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں پر زور دیا جاتا ہے کیونکہ اخلاقی احکامات پر عمل کر کے انسان روحانی میدان میں آسودگی حاصل کرتا ہے۔اسے اطمینان قلب اور سکون میسر آتا ہے جبکہ فلسفہ میں تشکیک کو اپنایا جاتا ہے۔ عقل و دانش کی بنیاد پر فلسفیانہ افکار قائم کیے جاتے ہیں اور ان کی عقلی توجیہات پیش کی جاتی ہیں۔ 9۔ جذبات واحساسات :۔ مذہبی احکامات میں جذبات واحساسات کا بے حد عمل دخل ہوتا ہے۔ خدا پر ایمان اور اس کی خوشنودی ورضامندی کے لئے عبادات میں مذہبی جذبات کا اہم کردار ہوتا ہے۔ جذبات واحساسات کی تسکین ہوتی ہے۔ لیکن فلسفہ میں افکار ونظریات کو عقلی استدلال پر پرکھا جاتا ہے۔اس میں کسی کی خوشنودی یا جذبات کی تسکین درکار نہیں ہوتی۔ 10-اساس :۔ مذہب کی اساس بعض نظریات وعقائد پر ہوتی ہے۔ انہی پر مذہب کی پوری عمارت تعمیر کی جاتی ہے جبکہ فلسفہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ فلسفہ کی بھی نقطہ نظر کو محض فرض کر کے آگے نہیں بڑھاتا۔ بغیر عقلی دلائل اور شواہد کے کسی فکر کو تسلیم نہیں کرتا۔ یعنی مذہب اور فلسفہ دونوں کی اساس یا بنیاد میں فرق ہے۔ 11۔ ہم آہنگی :۔ کائنات میں پائی جانے والی ہم نیکی کو مذہب واضح کرتا ہے جبکہ لفہ کائنات میں موجود تضادات سے حقائق کا پتہ لگاتا ہے۔اس طرح فلسفہ میں ہم آہنگی نہیں پائی جاتی۔

علامہ محمد اقبال کا تصور مذہبی شعور

علامہ محمد اقبال نے اپنے فلسفیانہ افکار میں مذہبی شعور کا تصور پیش کیا ہے۔ جس کی تین سطحیں بیان کی گئی ہیں۔

1:اعتقاد (Belief) 2: تفکر (Thought) 3: معرفت (Discovery)

1- **اعتقاد:۔** علامہ محمد اقبال کے تصور مذہبی شعور کی پہلی سطح اعتقاد بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ مذہب کو جاننے کی بنیادی سطح ہے۔ علامہ محمد اقبال نے اعتقادات کے ظاہری پہلوؤں کو مذہبی شعور کی بنیادی اور پہلی سطح اس لئے کہا ہے کیونکہ مذہب میں فرض کو فرض سمجھ کر ادا کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور دنیا میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو صرف اور صرف عقیدہ کی سطح تک ہی رہتے ہیں۔ ہر حالت میں عبادات سے متعلق احکام کو پورا کرتے ہیں۔ توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کو اپنانے کی عملی کوشش کرتے ہیں۔ خشوع وخضوع کے ساتھ اعتقاد کے تمام مراحل کو اپناتے ہیں۔ ان کے بارے میں سوچ وبچار یا سوالات نہیں کرتے کیونکہ ان کی اپنی سطح صرف اور صرف اعتقاد تک ہی محدود ہوتی ہے۔ بعض اوقات اگر کوئی دوسرا سوالات اٹھائے تو اس کو بھی نہیں مانتے، وہ اپنی دھن میں مگن اعتقاد کے مطابق زندگی گزارتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مذہبی معاملات میں عقلی دلائل سے کام لینا اور ان کے بارے میں سوالات کرنا گمراہی ہے۔ چنانچہ ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مثلا نماز کے قائم کرنے کے بارے میں قرآن مجید میں بارہا تاکید کی گئی ہے۔ اس لئے اس پر یہ سوچنا کہ نماز کیوں پڑھی جائے، ان کے نزدیک بے سود ہے۔ صرف اس حکم کو مانا جاتا ہے کہ نماز پڑھنی چاہیے اور جان بوجھ کر نماز ترک نہ کی جائے۔ 2- تفکر :۔ علامہ محمد اقبال کے خیال کے مطابق مذہبی شعور کی دوسری سطح نظر کی ہے۔ اہل دانش اور فلسفی حضرات مذہبی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

احکام اور عقائد کی حکمت جاننا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ مذہب کا کوئی حکم بغیر حکمت ودانائی نہیں ہوتا۔ لہذا یہ جاننا ضروری ہے کہ کوئی حکم کیوں نافذ کیا گیا ہے ؟اس کی ضرورت ،اہمیت اور افادیت کیا ہے ؟اس کی غرض وغایت کیا ہے ؟

2- **فکرو نظر:** عقائد کے بعد دوسری اہم مصلحت نظر یعنی سوچ وبچار اور عقل ودانش کی ہے۔مذہبی عقائد کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔قرآنی آیات واحکام کی تشریح کی جاتی ہے ۔تفاسیر لکھی جاتی ہیں۔خطبات دیئے جاتے ہیں۔مختلف مثالوں سے مذہبی عقائد واحکامات کی وضاحت کی جاتی ہے۔مذہبی شعور کے بغیر مذہب کی حقیقت کا پتا نہیں چل سکتا۔اندھے اعتقاد سے آگے بڑھ کر سوچ وبچار تک پہنچا جاتا ہے۔سوچ وبچار ہی سے انسانی علم میں اضافہ ہوتا ہے۔محض لکیر کا فقیر ہیں بنا جاتا بلکہ ذہبی شعور کی دی ہوئی حقیقتوں کا صحیح انداز سے اعلی سطح پر ادراک حاصل کیا جاتا ہے۔تظر کی اس سطح پر انسان جملہ شرعی احکام اور نظام کے ساتھ عقیدے کا ربط تعلق معلوم کرتا ہے۔لیکن اس میں ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ غوروفکر کرتے ہوئے اصل عقیدے سے نہ ہٹا جائے۔مبادا عقلی بنیاد میں تلاش کرتے ہوئے کہیں موضوع یا خدائی حکم کی بنیاد نہ بدل جائے۔اس لئے مذہبی شعور کی اس دوسری سطح پر انسان کو مذہبی احکامات کو جاننے کے لئے بڑی سمجھ داری اور احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

3- **معرفت:**۔علامہ حمد اقبال کے نزدیک مذہبی شعور کی تیسری اہم سطح معرفت یا انکشاف کی ہے۔اس سطح پر انسان باطنی روشنی اور احساسی طمانیت حاصل کرتا ہے کیونکہ اس کی اساس روحانی تجربے پر ہوتی ہے۔جب انسان اعتقاد کی سطح کے بعد تنظر سے آگے گزر جاتا ہے تو وہ خدا کو پالیتا ہے۔اسے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔یہی مذہبی انسان کی سب سے بڑی آرزو ہوتی ہے۔معرفت یا کشف کی سطح صوفیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔فلسفے کی حاصل کردہ فکری اساس مذہبی بصیرت کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔جس پر عمل پیرا ہو کر انسان خدا کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرتا ہے لیکن جب وہ معرفت اور کشف پاتا ہے۔خدا کی قدرت کو قریب سے دیکھتا ہے۔اس کا اعتقاد بھی پختہ ہوتا ہے اور یقین بھی کامل ہو جاتا ہے۔یہی مذہبی شعور کی تیسری اہم اور خصوصی سطح ہے جو معرفت الہی اور الوہی حقائق کا پتہ دیتی ہے۔علامہ محمد اقبال نے ایک عارف وزاہد کا قول بیان کیا ہے کہ قرآن کی تلاوت یوں کرو جیسے یہ خود تم پر نازل ہو رہا ہے۔لیکن ی منزل ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی صرف خدا کے خاص بندوں ہی کو نصیب ہوتی ہے۔فلسفہ صرف سوچ بچار کا نام لینا ہی نہیں بلکہ یہ زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق علوم سے تعلق بھی پیدا کرتا ہے۔چونکہ فلسفیانہ بنیاد یں عقلی ہوتی ہیں۔اس لیے اس میں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔سی سوچ وبچار حکمت ودانائی اور فلسفیانہ طریق کار ہی سے سمجھے جاسکتے ہیں۔چونکہ مذہب کی بنیاد وحی اور فلسفہ عقلی استدلال پر مبنی ہے اس لئے اس اہم فرق کی بناپر دونوں میں اختلاف فطری ہے اور دونوں کی الگ الگ شناخت کا باعث ہے۔مذہب کا آخری اور اعلی سطح کا ماخذ علم وہی ہے۔اس طرح فلسفہ ادراک، عقلیت اور تجربیت کی راہ اپناتا ہے جبکہ مذہب وجدان اور وحی کے ذریعہ معرفت اور انکشاف کی منازل طے کرتا ہوا نئے نئے اسرار منکشف کرتا ہے۔یہ بھی صحیح ہے کہ عام شخص کی نسبت فلسفی مذہب کا شعور بہتر طور پر کر سکتا ہے۔انکشاف اور معرفت کی سطح تک پہنچنے کے لئے پہلی دو سطحوں عقیدہ اور تفکر سے لازمی گزرنا پڑتا ہے۔کوئی صوفی اگر عقیدہ اور نظر نہیں رکھتا، وہ معرفت تک نہیں پہنچ سکتے یہ بات ہمیں فلسفیانہ غوروفکر سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ (1)

1: جاوید اقبال ندیم، ڈاکٹر، مبادیات فلسفہ، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، طبعہ اول ص:17-23

کتابیات

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

1 : **پتر**،امولیہ رنجن، مترجم، یاسر جواد، فلسفہ مذاہب، مکتبہ، فکشن ہاوس لاہور

2 : **یاسر** جواد، فلسفیوں کاانسائیکلوپیڈیا، بک ہوم، بک سٹریٹ 46مزنگ روڈلاہور طبعہ اول 2005

3 : **وحید** عشرت، ڈاکٹر، سنگ میل پبلیکیشنزلاہور

4 : **جلالپوری**، علی عباس، روایات فلسفہ، مکتبہ، تخلیقات لاہور

5 : **علی** شریعتی، ڈاکٹر، مغربی فلسفے، مکتبہ سنگ میل پبلیکیشنزلاہور

6 : **عبدالخالق**، ڈاکٹر، شیبانی، یوسف، ڈاکٹر، مسلم فلسفہ، مکتبہ عزیز بک ڈپوار دو بازار لاہور

7 : **خان**، موسیورینان، مترجم مولوی معشوق حسین، ابن رشداور فلسفہ ابن رشد مکتبہ، تخلیقات لاہور پاکستان۔

8 : **ندوی**، مولانا محمد حنیف، افکار ابن خلدون، مکتبہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

9 : **صبحی** محمصانی، ڈاکٹر، مترجم، رضوی، مولوی محمد احمد، فلسفہ شریعت اسلام، مکتبہ مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور

10 : **ایلن** ووڈز، ٹیڈ گرانٹ، مترجم، ابو فراز، مارکسی فلسفہ اور جدید سائنس، مکتبہ، فکشن ہاوس لاہور

11 : **کارل** مارکس، اینگلس، لینن، ولادیمر، مترجم، بیگ مرزا، اشفاق، مکتبہ چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، اردو بازار لاہور

12 : **جاوید** اقبال ندیم، ڈاکٹر، مبادیات فلسفہ، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ۔

13 : **نیسل**، ویلیم ڈاکٹر، مترجم، مختصر، عبدالحکیم، خلیفہ، ڈاکٹر، تاریخ فلسفہ یونان مکتبہ، کتاب محل لاہور

14 : **کیرانوی**، عبدالوحید قاسمی، القاموس الوحید، مکتبہ، ادارہ اسلامیات، لاہور کراچی۔

15 : **ویکیپیڈیا**۔